

ڈاکٹر فوزیہ اسلم
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو،
نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

اُردو میں صوتیات اور فونیمیات کی تحقیق (انڈیا میں لکھی جانے والی کتب کے تناظر میں)

Phonetics and Phonemics are the branches of linguistics that comprises the study of sound of human speech. We study the rules pertaining to the procedure of the sounds and their classification, whereas, Phonology deals with a particular language to determine its distinctive characteristics. There is a general perception regarding Urdu language that in Urdu, research work in phonetics and phonemics falls short of both quality and quantity, while contrarily, Urdu, from its very beginning, contains the otradition of phonetic and phonological research, however, books on phonetics and phonology are found less in numbers. The Proposed dissertation comprises the introduction of the Urdu Articles written on phonetics and phonology in India.

اظہار خیال، ابلاغ یا ترسیل معنی کے لیے مختلف طریقے ہیں کوئی رنگوں، سروں، نقوش و خطوط یا جسمانی حرکات و سکنات کا انتخاب کرتا ہے تو کوئی الفاظ کا سہارا لیتا ہے۔ گویا اظہار خیال کے لیے رسمی اور غیر رسمی دو قسم کے ذرائع استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ غیر رسمی ذرائع میں چہرے کے تاثرات، جسمانی حرکات و سکنات، لمس، علامات اور اشارات اور آواز اور اشیاء جبکہ رسمی ذرائع میں زبان کے دور وپ تحریر اور تقریر شامل ہیں۔ اس طرح ابلاغ کے طریقوں کو سمعی، بصری اور لمسی وسیلوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ رسمی ذرائع میں شامل زبان اکثر اوقات کا رگر وسیلہ ثابت نہیں ہو پاتا خصوصاً جب مد مقابل گوئیگا، بہرہ، سیاح یا غیر ملکی و اجنبی زبان بولنے والا فرد ہو۔ ایسے میں غیر رسمی ذرائع ابلاغ میں سے کسی کو کام میں لانا پڑتا ہے۔ اس کے باوجود زبان ہی اظہار و خیال کا سب سے موثر وسیلہ قرار پاتی ہے۔ انسان اور حیوان کے مابین زبان ہی وجہ امتیاز ہے۔ اللہ پاک نے انسان کو عقل اور زبان عطا کی یوں انسان حیوان ناطق کہلایا اور اشرف المخلوقات بنا۔ انسان بول کر اور لکھ کر اپنے ماضی الضمیر کا اظہار کرتا ہے تو عقل سے اپنی ذات اور گرد و پیش پر غور و فکر کرتا ہے۔ انسان نے ابتدا ہی سے اپنی زبان کے متعلق بھی سوچ بچار کا آغاز کر دیا تھا۔ لہذا انسانی تاریخ کے ارتقا کے ساتھ ساتھ زبان کا علم بھی ارتقا کی منازل طے کرتا گیا۔ تاریخ میں یہ علم

دو ناموں سے جانا جاتا ہے علم اللسان (Philology) اور لسانیات (Linguistics)۔ علم اللسان زبان کا ماضی ہے تو لسانیات زبان کا حال۔ زبان کے ماضی کی کھوج تحریر کی مدد سے ہوتی ہے تو زبان کا حال تقریر کے آئینے میں پرکھا جاتا ہے۔ علم لسان اپنی تحقیقات کی بنیاد حرف کو بناتا ہے تو لسانیات آواز کو۔ علم لسان الفاظ اور جملوں کا تجزیہ کرتا ہے تو لسانیات کلمات اور کلام کی ساخت و تشکیل پر بحث کرتی ہے۔ علم لسان ادبی نمونوں کی بنیاد پر فصاحت و بلاغت کا تعین کرتا ہے تو لسانیات روزمرہ بول چال کی زبان پر زبان کے مختلف لہجوں اور بولیوں کا مطالعہ کرتی ہے۔ علم لسان زبان کے تجزیے کے لیے تاریخی طریقہ کار کا انتخاب کرتے ہوئے زبان اور ادب دونوں کو اپنا موضوع بناتا ہے تو لسانیات سائنسی طریق کار کی بنیاد پر فقط زبان کا مطالعہ کرتی ہے۔ یعنی علم اللسان دوزمانی اور لسانیات یک زمانی نقطہ نظر کی حامل ہے۔

لسانیات مطالعہ زبان میں سائنسی طریق کار کی بنیاد پر انسانی تکلم کا مربوط جائزہ لیتی ہے۔ تکلم انسان ہی وہ بنیادی محور ہے جس پر تحقیقات کا انحصار ہوتا ہے۔ ماضی سے قطع تعلقی کر کے فقط حال ہی میں رہ کر تشریحی/توضیحی/تجزیاتی تناظر میں کلام کو موضوع بنایا جاتا ہے۔ لہذا انسانی کلام میں استعمال ہونے والی آوازوں کا اجراء، آوازوں کی امتیازی و ذیلی حیثیت، آوازوں کی ترکیب سے بننے والے کلمات، کلمات کی ترتیب سے بننے والا کلام، کلام سے معنی کا تعین..... لسانیات کے مباحث بنتے ہیں اور ان کے عنوانات بالترتیب صوتیات (Phonetics)، فونیمیات (Phonology/Phonemics)، صرفیات (Morphology / Morphemics)، نحویات (Syntax)، معنیات (Semantics) کہلاتے ہیں۔ صوتیات اور فونیمیات کا مجموعی مطالعہ ”آوازشناسی“ بھی کہلاتا ہے جس کے تحت صوتیات، صوتیاتی تجزیہ، صوتی تغیر، تقلیب صوتی، ادغام آتے ہیں۔ پروفیسر خلیل صدیقی کے مطابق:

”تکلمی آوازوں کے مخارج، طرز ادا، ارتعاشی کیفیت، کمیت، امتداد، نبرہ وغیرہ غرض وہ تمام خصوصیات جنہیں لب و لہجہ اور کیفیاتی مدارج سے تعبیر کیا جاتا ہے، صوتیات کے دائرہ بحث میں آ جاتے ہیں۔ کسی مخصوص زبان کے صوتی مطالعے پر ”صوتیات“ کا اطلاق کیا جاتا ہے تو زبان کے صوتی نظام کی تشریح و تفسیر ہو جاتی ہے اور زبان کا صوتی مزاج واضح ہو جاتا ہے۔ زبان کی اقل ترین صوتی اکائی۔ فونیم یا صوتیہ، سبیل کی تالیف، کلموں کی ترکیب، لب و لہجہ اور آوازوں کی کیفیاتی و کمیتی خصوصیات کا مطالعہ ایک نئی مطالعاتی جولان گاہ، ”فونیات“ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔“ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ صوتیات انسانی زبان میں استعمال ہونے والی آوازوں کی پیدائش اور ان کی صوتی خصوصیات کا تکلمی، سمعی اور گوئی سطح پر جائزہ لیتی ہے۔ صوتیات میں استعمال ہونے والی بنیادی اصطلاح ”صوت“ (Phone) ہے یعنی وہ آواز ہے جس کا ابھی تجزیہ نہ کیا گیا ہو۔ جبکہ فونیمیات کسی مخصوص زبان کی امتیازی اصوات کا تعین کرتی ہے اور آوازوں کی بنیادی اور ذیلی حیثیت کا تعین کرتی ہے۔ فونیمیات میں استعمال ہونے والی بنیادی اصطلاح ”صوتیہ“ (Phoneme) کہلاتی ہے یعنی وہ آواز جو صوتی سطح پر معنی کا فرق کراتی ہے۔ ہر زبان میں صوتیوں کی محدود تعداد ہوتی ہے نیز یہ لازم نہیں کہ ایک زبان میں صوتیہ کا درجہ پانے والی آواز دوسری زبان میں بھی صوتیہ ہی کہلائے۔ چونکہ صوتیوں کی ترکیب و تالیف سے کلمات وجود میں آتے ہیں لہذا فونیمیات کے لیے تفاعلی صوتیات Functional

Phonetics کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے۔ صوت اور صوتیہ کی تحریر بین الاقوامی صوتیاتی رسم الخط (I.P.A) میں کی جاتی ہے۔ عام طور پر اردو میں صوتیات اور فونیسیات سے متعلق تحقیق میں کمی پر سوال اٹھایا جاتا ہے اور یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ اردو صوتیاتی و فونیسیاتی تحقیق بلحاظ مقدار و معیار تسلی بخش نہیں۔ ایک سطح پر تو یہ کم علمی کا نتیجہ ہے۔ اردو زبان میں ابتدا ہی سے صوتیاتی و فونیسیاتی تحقیق کی مستحکم اور مسلسل روایت موجود ہے۔ سراج الدین علی خان آرزو، انشاء اللہ انشاء، پروفیسر احتشام حسین، ڈاکٹر محی الدین قادری زور، ڈاکٹر مسعود حسین خان، ڈاکٹر عبدالقادر سروری، ڈاکٹر عبدالستار دلوی، ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ، ڈاکٹر نصیر احمد، ڈاکٹر اقتدار حسین، ڈاکٹر ابولیل صدیقی، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر شوکت سبزواری، ڈاکٹر سہیل بخاری، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر گیان چند جین، پروفیسر خلیل صدیقی، ڈاکٹر عبدالسلام، ڈاکٹر محبوب عالم خان وغیرہ کی صوتیات اور فونیسیات کے حوالے سے تحقیق سے کون انکار کر سکتا ہے۔ تاہم یہ امر بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اس فہرست میں نئے ناموں کا اضافہ دیکھنے میں نہیں آ رہا نیز خالص تحقیق کے ساتھ تراجم کی ضرورت ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو یقیناً صوتیاتی و فونیسیاتی تحقیق کی مبادیات اور اردو زبان کے تناظر میں عملی تحقیق کی کتب اور مضامین کی تعداد تسلی بخش نہیں۔ پروفیسر مسعود حسین کے الفاظ میں: ”اردو میں لسانیات پر تصانیف کا فقدان ہے، بالخصوص لسانیات پر چند مضامین، دو ایک تصانیف اور بعض ترجموں کے علاوہ اور کچھ نہیں ملتا۔“ (۲) زیر نظر مضمون صوتیات اور فونیسیات کے موضوع پر انڈیا میں کی جانے والی تحقیق سے متعارف کراتا ہے۔ اس حوالے سے کتب کے ساتھ فقط ان مضامین کو شامل کیا گیا ہے جو کتابوں میں شامل ہیں۔ پروفیسر اقتدار حسین کی کتاب ”صوتیات اور فونیسیات“ کلی طور پر صوتیاتی اور فونیسیاتی تحقیق کے زمرے میں آتی ہے۔ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے جس کے آخر میں موضوع زیر بحث سے متعلق اصطلاحات کے اردو اور انگریزی متبادلات دیے گئے ہیں۔ ”مقدمہ“ کے تحت پروفیسر اقتدار حسین کتاب کی وجہ تصنیف لکھتے ہوئے اردو لسانیات کی کتب کے معیار پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ ان کے الفاظ میں:

”اردو میں آج بھی لسانیات کے بنیادی مسائل و تصورات پر کوئی باقاعدہ تصنیف دستیاب نہیں ہے۔ نیز اردو میں

لسانیات پر جو چند کتب سامنے آئی ہیں ان کی عام خصوصیات یہ ہیں:

۱۔ زیادہ تر یہ کتابیں ان لوگوں نے لکھی ہیں جن کی بنیادی دلچسپی اردو ادب ہے۔ یہ لوگ عام طور سے لسانیات میں مثالیں اشعار سے دیتے ہیں۔ اشعار میں چونکہ زبان کا مخصوص استعمال ہوتا ہے اس لیے یہ مثالیں مناسب نہیں ہیں۔

۲۔ مثالیں دینے وقت اردو کے الفاظ میں انگریزی اور ہندی کے الفاظ بھی شامل کر لیتے ہیں۔ جن سے قاری غلط نتائج اخذ کر سکتا ہے۔ مثلاً:

ایک کتاب میں صوت رکن کے مرکب مبداء کی تشریح کے لیے ”پیار“ کے ساتھ ساتھ ”فرانس، کلب، سوراچیہ“ وغیرہ بھی موجود ہیں۔

۳۔ اردو میں لکھنے والے پیچیدہ اور اہم موضوعات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ مثلاً فوق قطعاتی فونیم، امتیازی

خصوصیات، بین الاقوامی صوتی تحریر، وغیرہ۔

۴۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض مصنف اپنی کتاب کا حجم بڑھانے کے لیے غیر متعلق موضوعات یا اپنے پرانے مضامین بھی شامل کر لیتے ہیں، جس سے کتاب تو ضخیم ہو جاتی ہے لیکن موضوع کا تسلسل اور مضامین میں ربط قائم نہیں رہتا۔

زیر نظر کتاب میں مندرجہ بالا نقائص سے بچنے کی کوشش کی گئی ہے..... کوشش کی گئی ہے کہ زیر نظر کتاب میں صوتیات اور فونیمیات سے متعلق بنیادی معلومات اور مسائل جمع کیے جائیں۔“ (۳)

پہلے باب ”صوتیات کیا ہے“ کے تحت وضاحت کی گئی ہے کہ صوتیات زبان کی آوازیں اور ان کے خارج کا مطالعہ کرتی ہے، ان میں اعضائے طوق کی حرکت اور مقام کا مطالعہ شامل ہے۔ کسی زبان میں آوازیں کا مطالعہ سمعیاتی صوتیات، سمعی صوتیات اور تلفظی صوتیات کے تین زاویوں سے کیا جاسکتا ہے۔ پروفیسر مسعود حسین کے خیال میں اردو میں سمعیاتی اور سمعی صوتیات کے مقابلے میں تلفظی صوتیات کے مطالعے کے عام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اول الذکر دونوں طریقوں میں مشینوں اور تجربہ گاہوں کا ہونا لازم ہے جبکہ آخر الذکر میں ان چیزوں کے بغیر کلی مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ سمعیاتی صوتیات میں لرزش Vibration، اونچائی Amplitude، چکر Cycle، وقفہ Period، تواتر Frequency، قلم Stylus، Kymographe، Sinusoidal، خلل Disturbance، خط خنکی Tuning Fork، Decibels، Sine، Curve، سنی جاسکنے والی آواز Threshold of Audibility، بنیادی تواتر Fundamental Frequency، ہم آہنگیات Harmonics، وقت کی ایک اکائی میں دائرے Cycle Per Unity of، کیفیت آواز Timber، دور Phase، پیچیدہ لہر Complex Wave، گونج Personance، چھلنی Filters، Spectrum، تکراری Repetitive، استحکام Reinforcement، عادی عدد Whole Multiple، یکجا Compact، منتشر Differ، ٹیکھا Acute، گھمبیر Grave جیسی اصطلاحات کی وضاحت کرتے ہوئے مصوتوں اور مصمتوں کی سمعیاتی خاصیتوں سے روشناس کرایا گیا ہے۔ یہ باب خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ سمعیاتی صوتیات کے حوالے سے اردو میں بہت کم مواد ملتا ہے۔ اگرچہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر محبوب عالم خان، ڈاکٹر عبدالسلام، پروفیسر خلیل احمد صدیقی، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اور ڈاکٹر گیان چند جین کے ہاں بھی اس موضوع پر مواد ملتا ہے تاہم پروفیسر اقتدار حسین نے جس سلیس اور عام فہم انداز میں ان اصطلاحات سے اردو میں متعارف کرایا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ دوسرے باب ”اعضائے تکلم یا اعضائے نطق“ میں تلفظی صوتیات کے تحت آواز کے اجزا میں حصہ لینے والے تکلمی اعضاء اور ان کی کارکردگی نیز تنفسی نظام سے متعارف کرایا گیا ہے۔ تیسرا باب ”تکلمی اصوات کی درجہ بندی“ ہے۔ اس باب میں مصمتوں اور مصوتوں کی درجہ بندی کے پیمانوں کا بیان ہے۔ یعنی یہ دونوں قسم کی آوازیں نقطہ ادا، طریق ادا، ہوا کی مقدار اور صداہیت کے پیمانوں سے جانچی جاتی ہیں۔ مصوتوں کے بیان میں بھی انگریزی اور اردو زبان کے بنیادی اور دہرے مصوتوں کے ساتھ صوت رکن کی وضاحت کی گئی ہے۔ چوتھے باب بعنوان ”فوق قطع خصوصیات“ کے تحت بل، اتصال، سرلہر کی اردو زبان سے عملی مثالوں اور

جدول سے توضیح کی گئی ہے۔ پانچواں باب ”فونیمیات“ کسی زبان کی فونیمی ساخت دریافت کرنے کے طریقوں سے متعارف کراتا ہے۔ فونیم کی تشریح کے بعد صوتیات اور فونیمیات کا فرق بتایا گیا ہے۔ پروفیسر اقتدار حسین کی تحقیق کے مطابق:

”معیاری اردو میں چھپن قطعاتی اور فوق قطعاتی فونیم ہیں۔ قطعاتی فونیم میں پینتالیس مصمتے (جس میں ایک نیم مصوتہ بھی شامل ہے) اور دس مصوتے (مع دودھرے مصوتوں کے) شامل ہیں۔“ (۴)

ایک جدول میں مقام تلفظ اور طریق تلفظ کے معیارات سے اردو مصوتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ چھٹے باب ”فونیمی تجزیہ اور اس کے اصول“ میں کسی زبان میں موجود فونیم کی تعداد کا تعین کرنے کی تکنیک اور اقدامات سے آگاہ کیا گیا ہے۔ نیز ساتویں باب ”صوتی نظام اور نمونے“ میں مختلف زبانوں کے فونیم کے تقابلی جائزے کے لیے امتیازی خصوصیات کے مطالعے کے طریقے مع امثال بیان کیے گئے ہیں۔ آخری باب ”صوتیات اور فونیمی تحریر“ میں بین الاقوامی صوتیاتی رسم الخط، اس کی علامات و نشانات، آوازوں کی درجہ بندی اور خصوصیات کے آئینے میں فون اور فونیم کے طریق تحریر بتائے گئے ہیں۔ کتاب کے آخر میں ترقی اردو بورڈ کی ”فرہنگ اصطلاحات“ سے استفادہ کر کے انگریزی اور اردو اصطلاحات دی گئی ہیں۔ یہ کتاب لسانیات کے عام قارئین، متنبیوں بالخصوص محققین کے لیے جامع کتاب ہے۔

”لسانیات کے بنیادی اصول“ بھی ڈاکٹر اقتدار حسین ہی کی تصنیف ہے۔ کتاب بنیادی طور پر توضیحی لسانیات کی پانچوں شاخوں (صوتیات، فونیمیات، صرفیات، نحویات، معنیات) کے تعارف پر مبنی ہے۔ مصنف ”دیباچہ“ کے تحت وجہ تصنیف بتاتے ہیں کہ: ”..... جہاں تک راقم کی معلومات ہیں اردو میں اس اہم مضمون کو ابھی تک کسی نے ایک باقاعدہ مبنی کتاب کی شکل میں پیش نہیں کیا۔ اس میں شک نہیں کہ اب اردو کے مختلف جریدوں میں لسانیاتی مضامین بھی دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن کوئی باقاعدہ تصنیف دستیاب نہیں ہے۔ اب جبکہ لسانیات ایک مضمون کی حیثیت سے بہت سی اعلیٰ درجہ ہوں میں پڑھائی جا رہی ہے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اردو میں بھی اس کی باقاعدہ کتاب مل سکے۔“ (۵)

کتاب کا دوسرا باب ”صوتیات“ اور تیسرا باب ”فونیمیات“ کے عنوان سے موضوع زیر مطالعہ سے مطابقت رکھتا ہے۔ تاہم ان دونوں ابواب کے تقریباً تمام مباحث ان کی کتاب ”صوتیات اور فونیمیات“ میں شامل ہیں لہذا تکرار کے سبب سے ان سے صرف نظر کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر نصیر احمد خان کی تصنیف ”اردو لسانیات“ اردو کی صوتیاتی اور فونیمیاتی تحقیق کی تفہیم میں بنیادی کتاب ہے۔ ڈاکٹر نصیر احمد خان دیباچے میں وجہ تصنیف کے ساتھ اردو میں لسانیات کی کتب کی کمیابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”ہمارے یہاں لسانیاتی نقطہ نظر سے زبان کے مطالعے کا رواج بہت کم ہے اس کی کئی وجہیں ہیں: اردو میں لسانیات کی عمر زیادہ نہیں ہے۔ ہم اردو والے اس کی باقاعدہ تربیت سے محروم ہیں۔ جنھوں نے کلاسوں میں بیٹھ کر استفادہ کیا ہے، لسانیات ابھی ان کے مزاج کا حصہ نہیں بنی ہے۔ لسانیات کے نظریات اور تصورات کی پہچان اور اس کی سمت و رفتار کا اندازہ نہ ہونے کی وجہ سے اصطلاحوں کی صوتی ہیئت اور مفہوم معنی ثقیل، غیر فصیح اور اجنبی

سے لگتے ہیں۔ ان باتوں کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم لسانی مسائل پر روایتی انداز فکر سے سوچنے کے عادی

ہیں..... لسانیاتی نقطہ نظر سے اردو زبان پر اب تک کوئی باقاعدہ کام نہیں ہوا ہے۔“ (۶)

زیر نظر کتاب چار حصوں میں منقسم ہے۔ کتاب کے حصہ ”ب“ میں ”اردو فونیمات“ اور ”اردو فونیم تقسیمات“ دو اہم مضامین ہیں۔ ”اردو فونیمات“ میں نصیر احمد خان کے مطابق اردو میں کل فونیم ۵۸ ہیں، ان میں ۲۸ قطعه Segmental اور دس غیر قطعه دار (Supra Segmental) فونیم ہیں۔ قطعه دار فونیوں میں ۳۷ مصمتے، ۱۰ مصوتے اور ایک نیم مصوتہ ہے۔ غیر قطعه دار فونیوں میں تین سر (Pitches)، چار اختتامی لہریے (Terminal Contours)، ایک وقفہ (Gunture)، ایک انفیت (Nasalization) اور ایک طول (Length) شامل ہے۔“ (۷) اس کے بعد مصموں کو بندشی اور جاریہ کے تحت دو بڑے گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اسی طرح مصوتوں کو زبان کی اٹھان، محل وقوع اور ہونٹوں کی حالت کے مطابق مختلف گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پھر اردو کے قطعه دار اور غیر قطعه دار فونیوں کو اگلے اگلے جدولوں میں پیش کیا گیا ہے۔ نیز اردو فونیوں کی ذیلی شکلوں کی وضاحت اور صوتی تشریح کی گئی ہے۔ تیسرے باب ”اردو فونیم تقسیمات“ کے تحت بتایا گیا ہے کہ کسی زبان کی صوتی ساخت کی تفہیم کے لیے اس کے صوتیوں کے مختلف خوشوں اور ان صوتیوں کی الفاظ میں تقسیم و ترتیب کو سمجھنا لازم ہے۔ لہذا صوتیوں کی مختلف درجات میں تقسیم، ان کے خوشوں کی ساخت کی مختلف بناوٹوں اور رکنوں میں ان کی تقسیم کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ صوتیوں کو ان کی صوتی خصوصیات کی بنیاد پر مصموں، مصوتوں، نیم مصوتوں، انفیت، طول، وقفہ، سر اور اختتامی لہریے۔ جیسے گروہوں میں بانٹا جاسکتا ہے۔ تمام صوتیوں کے کلمات میں ابتدائی، وسطی اور انجامی محل پر استعمال کو پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح اردو صوتیوں میں پائے جانے والے خوشوں کی بھی ابتدائی وسطی اور اختتام محل پر مثالیں دی گئی ہیں۔

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کی کتاب ”اردو زبان اور لسانیات“ کے پانچ مضامین اردو کی صوتیاتی اور فونیمیاتی تحقیق کے ضمن میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ”اردو آوازوں کی نئی درجہ بندی۔ امتیازی خصوصیات کی روشنی میں“ اور ”اردو مصوتوں کی نئی درجہ بندی۔ امتیازی خصوصیات کی روشنی میں“ نہ صرف تکنیکی مضامین ہیں بلکہ اردو میں اپنی نوعیت کے اولین نمونے ہیں۔ امتیازی خصوصیات Distinctive Features کا نظریہ، سمعیاتی صوتیات (Acoustic Phonetics) کے مبادیات اور اردو آوازوں کے سپیکٹر وگرام..... دونوں مضامین کا محور ہیں۔ سمعیاتی صوتیات کے بنیادی نکات کے بعد آوازی خصوصیات (مصوتی / غیر مصوتی، مصمتی / غیر مصمتی، پیوست / منتشر، مسموع / غیر مسموع، زور دار / کم زور دار، انفی / دہانی، مسلسل / رکاوٹ دار، سخت / نرم، منقطع / غیر منقطع) اور لہجے کی خصوصیات (گھمبیر / تیکسی، سپاٹ / غیر سپاٹ، تیز / کند) کے تناظر میں اردو مصموں اور مصوتوں کی درجہ بندی کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں جدول اور نقشے دیے گئے ہیں۔ گوپی چند نارنگ کے دو انگریزی مضامین بعنوان ”Aspiration and Nasalisation in the Generative Phonology of Hindi-Urdu“ اور ”Phonology of Hindi-Urdu“ بھی کتاب میں شامل ہیں۔ ان مضامین کے حوالے سے ان کا کہنا ہے:

”آخری دو مضامین دونوں زبانوں کی Generative Phonology کے خاص مسائل پر ہیں جو نیویارک

اور لندن سے نکلنے والے عالمی شہرت کے لسانی جرائد میں شائع ہوئے اور جن سے لسانیات کے اعلیٰ سطحی کورسز میں آج بھی استفادہ کیا جاتا ہے۔ چونکہ مراجعت کے لیے اکثر و بیشتر زیروکس اور مائیکروفش استعمال ہوتے ہیں اس لیے مطالعے کی آسانی کے لیے ان کے انگریزی متن کی فراہمی ضروری تھی۔“ (۸)

پانچواں مضمون ”ن اورن“ ہے جو اردو میں نون کی دو آوازوں لٹوی نون اور غٹائی نون سے بحث کرتا ہے۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ آوازوں کے تجزیے میں جدید لسانیاتی اصولوں کو مد نظر رکھ کر یہ نظریہ رد کرتے ہیں کہ اردو میں ”ن“ کے دو صوچے ہیں۔ وہ مثالوں اور سمعیاتی معیارات کی روشنی میں ”ن“ بطور فونیم کے پانچ ذیلی صوچے ذنی، معکوسی، تالونی، غٹائی اور لٹوی ن قرار دیتے ہیں۔

”اردو کی ہکاری آوازیں اور حروف“ ڈاکٹر گیان چند جین کا فونیمیاتی تحقیق کے حوالے سے اہم مضمون ہے۔ ڈاکٹر گیان چند کے مذکورہ مضمون کی بنیاد میں ان کے دیگر تین مضامین بھی ہیں جو دیگر رسائل میں شائع ہوئے۔ تاہم ڈاکٹر گیان چند مذکورہ مضمون کو برقرار رکھنے اور باقیوں کو نظر انداز کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ ہائے ملفوظی اور ہائے مخلوط کے مابین فرق کی وضاحت کرتے ہوئے ان کا کہنا ہے:

”ہ (ہائے ہوز) کی آواز حلقوم سے نکلنے والی صغریٰ آواز ہے جسے ادا کرنے میں اعضائے نطق کو دوسرے تمام مصموں کی نسبت کم محنت کرنا پڑتی ہے اسی کی شکل ہکاریت (Aspiration) ہے جس میں بعض مصموں کو ادا کرتے وقت معمول سے زیادہ ہوا کا اخراج کیا جاتا ہے۔ پہلی کو ہائے ملفوظی اور دوسری کو ہائے مخلوط کہتے ہیں۔“ (۹)

دو چوتھی ہ والی آوازوں کو لسانیات میں ہکاری آوازیں کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر گیان چند کے نزدیک ہکاریت خوشگوار ترجمہ نہیں۔ عربی (ہ) پر ہندی (کار) اور پھر فارسی (بت) کا لاحقہ لگایا گیا ہے۔ پاکستانی کتب میں ہکاریت کے لیے منقوس آوازیں، تنفیس کی اصطلاحات جبکہ ڈاکٹر شوکت سزواری نے ہائیت اور ہائے کی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں جو ڈاکٹر گیان چند کے خیال میں زیادہ مناسب ہیں۔ ڈاکٹر گیان چند سوال اٹھاتے ہیں کہ ہندی میں دس ہائیتہ اصوات ہیں تو کیا ہمیں انہیں ہی تسلیم کرنا چاہیے یا مزید ہائے آوازوں کی کھوج لگانی چاہیے۔ اس کا جواب ڈھونڈنے کے لیے اردو کی جدی زبانوں میں منقوس مصموں کی تعداد سے متعلق مختلف ماہرین لسانیات کے بیانات کا سائنسی تجزیہ کر کے اس نتیجے پر پہنچتے ہیں:

”میں نے امکان بھرا ضح کر دیا کہ ہندی کی دس ہکاری آوازیں فونیم نہ سہی، مفرد آوازیں ضرور ہیں جب کہ غیر بندشی ہکاری مصمے مفرد نہیں، مرکب ہیں۔ اگر وہ دو آوازوں کے برابر نہیں تو ایک آواز سے زیادہ اور دوسے کم ہیں۔“ (۱۰)

ہائے مصموں کی تدریس اور املا سے متعلق ان کا کہنا ہے کہ ہائے حروف کو حرف تہجی میں جگہ نہ دی جائے بلکہ جملہ حروف کے بعد سطر کھینچ کر دوسرے جزو یا دوسرے سبق کے طور پر عنوان دیا جائے: ”ہ کی شکل ھ کے حروف“ اور اس کے بعد نیچے ۱۵ یا ۱۶ یا ۱۷ ہکاری حروف کی تقطیع دی جائے۔ پندرہ حروف کے بارے میں تو کوئی اختلاف نہیں صرف ”بھ“ کی آواز اختلافی ہے۔

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کے مضمون ”اردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو“ کا آغاز اس سوال یا بحث سے ہوتا ہے کہ نئی زبان سیکھنے کے لیے کتنی مدت درکار ہوتی ہے؟ نیز نئی زبان کی تعلیم کا معیار کیا ہے یا نئی زبان سیکھنے کا مقصد کیا ہے؟ پھر یہ کہ زبان میں صوتی نظام کو بنیادی اہمیت دی جانی چاہیے یا ذخیرہ الفاظ کو۔ مادری زبان سیکھنے کے تمام مراحل وقت کے ساتھ ساتھ ہمارے دماغوں سے محو ہو جاتے ہیں جہاں تک ذخیرہ الفاظ کا تعلق ہے چونکہ بچپن سے اس میں بتدریج اضافہ ہوتا رہتا ہے لہذا ہم الفاظ ہی کو اہمیت دیتے ہیں۔ اب جہاں علوم کے دیگر شعبوں میں سائنسی انداز فکر اور طریق کار اپنایا گیا ہے تو لسانیات بھی اس سے فیض یاب ہو رہی ہے اور اس نے نئی زبان کی تدریس کے کچھ نظریے اور اصول پیش کیے ہیں جن کی بدولت نہ صرف مبتدی جلد از جلد نئی زبان سیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے بلکہ وہ درست تلفظ اور صرفی و نحوی ڈھانچے کو مد نظر رکھ کر اہل زبان تک اپنا مفہوم منتقل کر سکتا ہے۔ نئی زبان سیکھ لینا اتنا سہل نہیں مسلسل محنت اور مشق ہی نو آموز زبان میں مہارت بہم پہنچا سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ استاد اگر لسانیاتی طریق کار کو مد نظر رکھے گا تو بہتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر گوپی چند کے خیال میں ہمارے تعلیمی اداروں میں ابھی تک فرسودہ طریقوں سے غیر ملکی زبانیں پڑھائی جا رہی ہیں۔

”..... ہم زبان پڑھاتے ہوئے دوسری باتوں کا خیال رکھتے ہیں یا نہیں لیکن یہ ضرور بھول جاتے ہیں کہ ہم

زبان پڑھا رہے ہیں اور ذخیرہ الفاظ اور ترجمے ہی میں سب سے زیادہ سرکھپاتے ہیں۔ ہمارے استاد

صوتیات اور نظریہ فونیم سے نا بلد ہیں..... زیر نظر مقالے کا مقصد یہی ہے کہ جدید لسانیات نے تعلیم زبان کا

جو نیا نقطہ نظر پیش کیا ہے، اردو کے تعلق سے اس کی بعض بنیادی باتوں کی وضاحت کر دی جائے۔“ (۱۱)

ڈاکٹر گوپی چند نے مضمون میں ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں جیسے صوتیات، مصوتے، نیم مصوتے، مصمتے، صوتیاتی تجربہ، استعمال اصوات، جڑواں مصمتے، مادری زبان، فطری طریق کار، سماعتی اور تقریری مشق، ڈائریکٹ طریق کار، تعاون، علامات خط، ذخیرہ الفاظ، گرامر، افہام اور اظہار کا فرق وغیرہ اور ان تمام مباحث کو ”نظر بہ گزشتہ“ میں سمٹ دیا ہے۔ جس کے مطابق لسانیاتی طریق کار سے نئی زبان سکھاتے ہوئے انسان کے اعضائے صوت سے متعارف کرایا جاتا ہے۔ پھر طریق ادائیگی کے نقطہ نظر سے آوازوں کی اقسام بتائی جاتی ہیں۔ آوازوں کو پرکھنے کے معیارات سے روشناس کرانے کے بعد متعلقہ زبان کی امتیازی آوازوں یعنی صوتیہ/فونیم سکھائے جاتے ہیں، اس کے لیے Aural-oral Drills یعنی سماعتی اور تقریری مشق کا طریق کار استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد زبان کی صرفی و نحوی ساخت سے آگاہ کرنے کے لیے ایسے اسباق ترتیب دیے جاتے ہیں جن کے متن سے نہ صرف بالواسطہ صرفی و نحوی اصول ذہن نشین ہوتے ہیں بلکہ جن کے نمونے پر مبتدی نئے جملے بنا کر کسی موقع محل پر گفتگو میں شریک ہو سکے۔ معلم کو نو آموز مواد کی مشق پر مائل کیا جاتا ہے۔ بہر حال لسانیاتی طریق کار غیر ملکی زبان سیکھنے اور سکھانے میں ربط اور آسانی تو پہنچاتا ہے تاہم کامیابی کا تعلق معلم کی ذاتی محنت، کوشش اور تعاون پر ہے وہ اہل زبان کی جتنی تقلید کرے گا اور جس قدر محنت اور مشق کو اپنا شعار بنائے گا اتنے بہتر نتائج آئیں گے۔

”اردو کی معکوسی آوازیں اور ان کا ارتقا“ ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ کا مضمون ہے جو ان کی کتاب ”اردو کی لسانی تشکیل“ میں شامل

ہے۔ ڈاکٹر خلیل کی تحقیق کے مطابق (۱۲) اٹھارویں صدی کے اختتام تک اردو کی موجودہ تمام آوازوں کا ارتقا مکمل ہو چکا تھا۔ اردو کے تمام مصوتے اور بیشتر مصموں کا ماخذ قدیم ہند آرائی ہے۔

اٹھارویں صدی تک اردو نے عربی اور فارسی کی بھی چند آوازیں مکمل طور پر اپنائی تھیں۔ اردو کی تمام معکوسی اور ہائے آوازوں کا ارتقا خالص ہند آرائی سے ہوا ہے۔ جبکہ معکوسی آوازوں کا سلسلہ سنسکرت کے آغاز و ارتقا سے قبل دراویدی اور آسٹریک زبانوں سے بھی جاملتا ہے۔ ڈاکٹر خلیل مرزا احمد بیگ نے /ٹ، ڈ، ڈ، اور /ٹھ، ڈھ، ڈھ/ کا تاریخی ارتقا بیان کرتے ہوئے ادبی ماخذات سے مثالیں بھی دی ہیں۔ ڈاکٹر عصمت جاوید نے ”نئی اردو قواعد“ کو عربی و فارسی تتبع کے بجائے جدید لسانیاتی اصولوں کی روشنی میں تحریر کیا ہے۔ کتاب کا حصہ اول ”صوت“ کے عنوان سے ہے جس میں زبان میں آوازیں اہمیت اجاگر کرنے کے بعد اردو صوتیہ کی تفصیل دی ہے۔ روایتی قواعد کے برعکس اردو حروف کے بجائے اردو صوتیہ (مصمتہ - مصوتہ) کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ ڈاکٹر عصمت کی تحقیق (۱۳) کے مطابق اردو کے گیارہ بنیادی مصوتے ہیں۔ انھوں نے انکیائی مصوتے کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ نیز وہ /رائے، گائے، آؤ/ میں دہرے مصوتوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مزید برآں نیم مصوتے کے ذیل میں /ی، /ا، /و رکھتے ہیں۔ اردو مصموں کے میں ڈاکٹر عصمت /ٹ، ص، ذ، ض، ظ، ط، ح، ع/ کو شامل نہیں کرتے یا ہم اردو رسم الخط میں ان کے وجود کو بطور حرف تسلیم کرتے ہیں۔ فوق قطعائی یا بالاکسری صوتیوں کے لیے ڈاکٹر موصوف ثانوی صوتیہ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ اردو ثانوی صوتیوں کا مطالعہ سرلہر، زور اور بل کے تناظر میں کیا گیا ہے۔

پروفیسر گیان چند جین کی کتاب ”عام لسانیات“ تدریسی ضرورتوں اور مقاصد کو مد نظر رکھ کر ترتیب دی گئی ہے۔ کتاب کا تیسرا اور چوتھا باب ”صوتیات“ اور ”فونییات“ کے عنوان سے ہے جو موضوع زیر بحث سے مطابقت رکھتا ہے۔ نیز گیارہواں باب ”صوتی تبدیلی“ اس ضمن میں آتا ہے۔ ”صوتیات“ میں صوتیاتی مطالعے کی تینوں شاخوں، اعضائے نطق، مصموں اور مصوتوں کی درجہ بندی کے معیارات، فوق قطعائی صوتیہ، سمعیاتی صوتیات، آواز و لہجے کی خصوصیات کے تعین کے لیے بنیادی مباحث اور اصولوں سے روشناس کراتے ہوئے اردو، انگریزی و دیگر زبانوں سے مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ جبکہ ”فونییات“ میں صوتیہ (Phoneme) کے تعین کے لیے اقلی جوڑا، مماثل جوڑا، تضاد، تکملی، بؤارہ، آزادانہ تغیر، صوتی مماثلت، فونیسی تجزیے کے طریقہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ نیز فوق قطعائی فونیم، صوتی اور فونیسی ترسیم، آوازوں کا ترکیبی تجزیہ کرتے ہوئے سمعیاتی سطح پر آواز اور لہجے کی خصوصیات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ دونوں ابواب صوتیات اور فونییات کی تفہیم و تحقیق میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان دونوں ابواب میں ڈاکٹر گیان چند کے تدریسی تجربے، مطالعہ، علم کے ساتھ ساتھ ہندی اور انگریزی لسانیات کی کتب کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ گیان چند جین کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

”..... اس کی جامعیت کی داد چاہتا ہوں۔ اردو میں اس موضوع پر روز بروز کتابیں نہیں لکھی جائیں گی۔ لسانیات

کے باب میں اردو ہندی سے بہت پیچھے ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ عام لسانیات کی حد تک اردو کی یہ کتاب ہندی

کی کسی کتاب کے برابر رکھی جاسکتی ہے اور اردو کو محبوب نہ ہونا پڑے گا۔“ (۱۴)

درج بالا کتب اور مضامین کے سرسری جائزے ہی سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اردو میں تکلمی صوتیات پر زیادہ تحقیق کی گئی ہے۔ اس کے مقابلے میں سمعی صوتیات اور گوئی صوتیات پر تحقیق کی ضرورت ہے۔ نیز قطعاتی صوتیوں کے مقابلے میں فوق قطعاتی صوتیوں پر کام کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ خلیل صدیقی، پروفیسر، پیش لفظ، مشمولہ: آواز شناسی، از خلیل صدیقی، بیکن بکس گلگشت، ملتان، طبع اول، ۱۹۹۳ء، ص: ۵
- ۲۔ مسعود حسین، تعارف، مشمولہ: لسانیات کے بنیادی اصول، از ڈاکٹر اقتدار حسین خان، ایجوکیشنل بک ہاؤس، نئی دہلی، طبع اول، ۱۹۸۵ء، ص: ۸
- ۳۔ اقتدار حسین خان، پروفیسر، صوتیات اور فونیسیات، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۴ء، ص: ۹-۱۰
- ۴۔ ایضاً، ص: ۸۳
- ۵۔ اقتدار حسین خان، دیباچہ، مشمولہ: لسانیات کے بنیادی اصول، ص: ۹
- ۶۔ نصیر احمد خان، دیباچہ، مشمولہ: اردو لسانیات، اردو محل پبلی کیشنز، نئی دہلی، طبع اول، مارچ ۱۹۹۰ء، ص: ۶
- ۷۔ ایضاً، ص: ۶۸
- ۸۔ گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، دیباچہ، مشمولہ: اردو زبان اور لسانیات از ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، طبع اول، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۴
- ۹۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، لسانی جائزے، مغربی پاکستان، اردو اکیڈمی، لاہور، طبع اول، اگست ۲۰۱۵ء، ص: ۵۸
- ۱۰۔ ایضاً، ص: ۷۴
- ۱۱۔ گوپی چند نارنگ، اردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو، مشمولہ: اردو لسانیات کے زاویے، مرتبہ: سید روح الامین، عزت اکادمی گجرات، طبع اول، دسمبر ۲۰۰۷ء، ص: ۵۷
- ۱۲۔ مرزا خلیل احمد بیگ، ڈاکٹر، اردو کی لسانی تشکیل، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، طبع دوم، ۱۹۹۰ء، ص: ۱۲۸-۱۲۹
- ۱۳۔ عصمت جاوید، نئی اردو قواعد، مکائنڈ پبلشرز، لاہور، طبع اول، ۲۰۰۰ء، ص: ۲۸-۳۶
- ۱۴۔ گیان چند جین، پروفیسر، عام لسانیات، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، طبع اول، اپریل۔ جون، ۱۹۸۵ء، ص: ۱۳